تقریر

تقریر بابت اللہ تعالیٰ
وقت 5-7منٹ

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا

اللہ تعالیٰ کی صفت اَلْمُهَيْمِنُ

(تقریر نمبر11)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۔ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ **الْمُهَيْمِنُ** الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۔ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ؕ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (الحشر:23۔ 25)

جس کو تلاش ہے کہ ملے اُس کو کردگار
اُس کیلئے حرام جو قصّوں پہ ہو نثار

(درثمین)

معزّز سامعین! صفاتِ باری تعالیٰ پر گفتگو جاری ہے۔ آج **اَلْمُهَيْمِنُ** صفت پر بات ہو گی۔ خدا تعالیٰ کی اس صفت کے مختلف معنے بیان ہوئے ہیں۔ لسان العرب میں لکھا ہے کہ **اَلْمُهَيْمِنُ** (میم پر کسرہ کے ساتھ) اور **اَلْمُهَيْمَنُ** (میم پر فتحہ کے ساتھ) اللہ تعالیٰ کی وہ صفت ہے جو پُرانی کتابوں میں بیان ہوئی ہے۔ قرآن کریم میں آتا ہے کہ وہ **مُهَيْمِنًا عَلَيْهِ** یعنی بعض لوگوں نے **مُهَيْمِن** کا مطلب گواہ کیا ہے جس کا معنی ہے کہ وہ اس پر گواہ ہے۔ تو اس رُو سے وہ لکھتے ہیں کہ **مُهَيْمِن** کے معنی ہوں گے گواہ اور وہ ذات جو دوسروں کو خوف سے امن میں رکھے۔ اَلْاَزْهَرِی کہتے ہیں کہ **مُهَيْمِن** کا مطلب ہے، امین یعنی امانت دار۔ بعض نے **مُهَيْمِن** کو مُؤْتَمَنْ کے معنوں میں بھی لیا ہے یعنی وہ ذات جس کو امین سمجھا جائے۔ مُهَيْمِنًا عَلَيْهِ کے معنی ہیں وہ ذات جو مخلوقات کے معاملات پر نگران اور محافظ ہو۔ **مُهَيْمِن** کے معنی بعض نے رَقِیب کے کئے ہیں یعنی وہ ذات جو نگران ہو۔

وہیب سے مروی ہے کہ جب بندہ وجودِ باری تعالیٰ میں فنا ہو جاتا ہے اور صدیقوں کی مُهَيْمَنِيَّت میں داخل ہو جاتا ہے تو پھر کوئی مادی چیز ایسی نہیں رہتی جو اس کے دل کو بھائے۔ مُهَيْمَنِيَّت کا لفظ مُهَيْمِن کی نسبت سے ہے اور اس سے مراد ہے صدیقین والا اطمینانِ قلب۔ یعنی جب بندہ اُس درجہ کو پہنچ جاتا ہے تو نہ کوئی چیز بھاتی ہے اور نہ ہی اللہ کے سوا کوئی چیز اسے پسند آتی ہے۔ پھر اَلْقَامُوس میں ہے کہ **اَلْمُهَيْمِن**، مؤمن کے معنوں میں آیا ہے یعنی وہ ذات جو دوسروں کو خوف سے امن میں رکھنے والی ہو۔ اَقْرَبُ الْمَوَارِد میں لکھا ہے کہ **مُهَيْمِن** کا مطلب ہے اَلْاَمِيْن۔ امن دینے والا یا نگران۔ اَلْمُؤْتَمَن وہ ذات جس کے پاس امانت رکھی جائے اور جس کو امین سمجھا جائے۔ اَلشَّاهِد گواہ۔ **مُهَيْمِن** وہ ذات جو اپنی مخلوقات کے اعمال اور ان کے رزق اور ان کی عمروں کی حدّوں پر نگران اور محافظ ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے **مُهَيْمِن** کے معنی "وہ سب کا محافظ ہے" کیے ہیں۔

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد 7 صفحہ 388)

حضرت خلیفۃُ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے **مُهَيْمِن** کے معنی "سب کے اعمال کا واقف، سب کا محافظ" کیے ہیں۔

(حقائق الفرقان جلد چہارم صفحہ 70)

حضرت خلیفۃُ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے **مُھَیْمِن** کے معنی "سب کا نگران ہے" کیے ہیں۔

حضرت خلیفۃُ المسیح الرابعؒ نے **مُھَیْمِن** کے معنی "نگہبان ہے" کے کیے ہیں۔

حضرت خلیفۃُ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"**مُھَیْمِن** کے معنی گواہ کے بھی کئے جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ جب اپنے بندوں، خاص طور پر انبیاء کے لئے گواہ بن کر کھڑا ہوتا ہے تو اپنے بندوں پر لگائے گئے ہر مخالف کے الزامات اور جھوٹ کو ردّ کرتے ہوئے گواہ بن کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ اس کے معنی مخلوق کے معاملات پر نگران اور محافظ کے بھی ہیں۔ اس کے معنی خوف سے امن دینے والے کے بھی ہیں اور جب اللہ تعالیٰ اپنی صفت اپنے خاص بندوں کے لئے ظاہر کرتا ہے تو اس حفاظت اور نگرانی کے خارق عادت نشان ظاہر ہوتے ہیں۔ اور جیسا کہ مَیں نے کہا اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر بننے والے بھی یہ لوگ ہوتے ہیں ان پر اس کا اظہار بھی ہو رہا ہوتا ہے اور اس سے فیض اٹھانے والے بھی سب سے پہلے انبیاء ہوتے ہیں جن کے لئے خدا تعالیٰ کی ہر صفت غیر معمولی طور پر حرکت میں آتے ہوئے ان کی سچائی ثابت کرتی ہے تا کہ دنیا کو پتہ لگ سکے کہ یہ شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور پھر اس نبی کی سچائی ثابت کرنے کے لئے ان صفات کا اظہار اس کو ماننے والوں سے بھی ہوتا ہے۔"

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 24 اکتوبر تا 31 اکتوبر 2008ء)

سامعین! قرآن کریم میں اس صفت کا استعمال دو جگہ ہوا ہے۔ ایک سورۃ المائدہ کی آیت 49 اور دوسرا سورۃ الحشر کی آیت 24 میں۔ پُرانے مفسّرین نے بھی ان آیات کے حوالے سے اس کے بعض معنی بیان کئے ہیں۔ شیخ اسماعیل حقی تفسیر روح البیان میں لکھتے ہیں کہ قرآن کریم کو جو مُھَیْمِنًا عَلَیْہِ کہا گیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ تمام محافظ کتابوں کے تغیّر و تبدّل ہونے پر نگران ہے اور اب یہ قرآن اُن کی سچائی اور صحت اور پختگی اور شریعت کے بنیادی اور فروعی اصول کی گواہی دے گا اور پُرانی شریعتوں کے جو احکام منسوخ ہو گئے اور جو باقی رہ گئے ان سب کی تعیین اب یہ کرے گا۔

پس اب یہ قرآن کریم ہے جو آخری شرعی کتاب ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ نے اتارا ہے۔ جس کا ہر ہر لفظ سچ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور پرانی کتب کی تصدیق کرنے والا ہے۔ اب اگر سچائی ہے تو قرآن کریم میں ہے اور پُرانی کتب اور صحیفوں کی بھی وہی باتیں صحیح ہیں جن کی قرآن کریم تصدیق کرتا ہے۔ کیونکہ جیسا کہ قرآن کریم نے فرمایا ہے کہ مُھَیْمِنًا عَلَیْہِ اسے تمام کتب پر نگران بنایا گیا ہے جیسا کہ مفسرین نے بھی لکھا ہے۔ سورۃ المائدہ کی آیت 49 کے شروع میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْہِ مِنَ الْکِتٰبِ وَمُھَیْمِنًا عَلَیْہِ (المائدہ:49) تو یہ تصدیق کے ساتھ مُھَیْمِنًا عَلَیْہِ کہہ کر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی حفاظت کی بھی یقین دہانی کرا دی کہ پہلے صحیفوں کی ہمیشہ صحت سے رہنے کی تو کوئی ضمانت نہیں تھی۔ لیکن یہ قرآن کریم کیونکہ ان پر اب نگران اور محافظ ہے اس لئے نگران اور محافظ ہونے کی حیثیت سے خود بھی محفوظ ہے اور اس بارے میں دوسری جگہ واضح الفاظ میں قرآن کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر:10)۔

اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"خداوند نے کہا تھا کہ مَیں اپنے کلام کی آپ حفاظت کروں گا۔ اب دیکھو! کیا یہ سچ ہے یا نہیں کہ وہ تعلیم جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدائے تعالیٰ کی طرف سے بذریعہ اس کی کلام کے پہنچائی تھی وہ برابر اس کی کلام میں محفوظ چلی آتی ہے"۔

پس یہ حفاظت کا وعدہ جو قرآن کریم کے بارے میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے یہ اس بات کی بھی تصدیق کرتا ہے کہ پہلی کتب کی جو باتیں قرآن کریم تصدیق کرتا ہے وہی سچی باتیں ہیں۔ غیر مسلم قرآن کریم کی باتوں کو مانیں یا نہ مانیں لیکن ان کا ایک بہت بڑا طبقہ جو مذہب سے دلچسپی رکھتا ہے یہ مانتا ہے کہ ان کی کتب 100 فیصد اصلی حالت میں نہیں ہیں۔ دوسرے 100 فیصد اس پر عمل کرنے کی کوشش نہیں ہوتی۔

قرآن کریم کے بارہ میں بھی لوگ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ یہ ابتداء سے آج تک اپنی اصلی اور صحیح حالت میں ہے اور یہی چیز قرآن کریم کو باقی صحیفوں پر فوقیت دلواتی ہے۔ پس یہاں قرآن کریم کا یہ دعویٰ کہ یہ باقی کتب پر نگران ہے اس کے باقی کتب پر نگران ہونے اور پہلے انبیاء کے جو واقعات اس میں بیان کئے گئے ہیں ان کے سچے ہونے کی دلیل ہے۔

اس طرح اس سے یہ بھی مراد ہے کہ قرآن کریم کی تعلیم مستقل اور ہر زمانہ کے لئے ہے اور ہر زمانہ کے حالات کے مطابق اس پر غور کرنے والوں پر اس تعلیم کے عجائبات اور راز کھلتے ہیں اور پھر صرف جماعتی سطح اور قومی سطح پر ہی نہیں بلکہ انفرادی طور پر بھی ہر شخص جو اس کتاب کو ماننے والا ہے اور جو اس پر غور کرنے والا ہے اس سے فائدہ اٹھائے گا یا فائدہ اٹھانے کی کوشش کرے گا تو اس کو فائدہ پہنچے گا۔ یعنی روحانی طور پر بھی اور مادی طور پر بھی ہر شخص اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

پس اگر حقیقی فائدہ اٹھانا ہے تو اس تعلیم کا جُو آج قرآن کریم میں بیان ہوئی ہے اپنی گردن پر ڈالنا ہو گا اور پھر اسی وجہ سے ہر شخص ایمان میں بھی مضبوط ہوتا چلا جائے گا۔ خدا تعالیٰ کی صفت **مُهَيْمِن** سے پھر فیض اٹھائے گا۔ پس ہمیشہ ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ یہ فیض اٹھانے کے لئے اس تعلیم پر عمل کرنا، اس میں بیان کردہ احکامات پر عمل کرنا اور ان نیکیوں میں آگے بڑھنے کی ضرورت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس میں بیان فرمائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایک دوسری جگہ فرماتا ہے وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ (البقرہ:149) اور ہر ایک شخص کا ایک مطمح نظر ہوتا ہے جسے وہ اپنے آپ پر مسلّط کر لیتا ہے سو تمہارا مطمح نظر یہ ہو کہ تم نیکیوں کے حصول میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔ پس اس تعلیم پر عمل کرنے والا بننے کے لئے یہ نیکیاں مسلّط کرنی ہوں گی۔ یا مسلّط کرنے کی کوشش کرنی ہو گی۔ نیکیوں کو ہر دوسری بات پر فوقیت دینی ہو گی۔

سورۃ المائدہ کی آیت کے شروع میں سابقہ کتب کا ذکر کر کے اس طرف توجہ دلائی ہے کہ وہ لوگ اُس تعلیم کو بھول گئے جو انہیں دی گئی تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی کتب میں تحریف شروع ہو گئی اور ان انعامات سے بھی وہ لوگ محروم ہو گئے۔ اگر نہ بھولتے اس میں تحریف نہ کرتے تو انعام سے بھی محروم نہ ہوتے۔ یہود و عیسائی پھر اس کے نتیجہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والے ہوتے۔ لیکن قرآن کریم کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ اس میں تحریف نہیں ہو سکتی۔ کوئی ردّوبدل نہیں ہو سکتا۔ اس کی حفاظت خدا تعالیٰ خود فرمائے گا۔ ایک تو یہ تحریری صورت میں محفوظ ہے، گزشتہ 1500 سال سے محفوظ چلی آ رہی ہے، دوسرے لاکھوں حفاظ کے سینوں میں محفوظ ہے اور پھر مجدّدین کے ذریعہ سے اس کی تعلیم پر عمل بھی ہمیشہ محفوظ رہا ہے۔ چاہے تھوڑے پیمانے پر رہا ہو اور آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کے بعد اس کی تعلیم کے مزید روشن پہلو نکھار کر اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے ہم پر ظاہر فرمائے۔ اس لئے تعلیم کے بگڑنے کا تو سوال نہیں لیکن افراد کے بگڑنے کا امکان پیدا ہو سکتا ہے۔ اس لئے ہر فرد کو بھی یہ تنبیہ کر دی گئی کہ اس تعلیم پر عمل کرو اور ان اعمال صالحہ اور نیکیوں کی طرف توجہ دو جو قرآن کریم میں بیان ہوئی ہیں تو اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہو گے۔ قرآن کریم میں یہ تنبیہ فرما دی کہ یہ قرآن کیونکہ نگران ہے اس لئے ہر فیصلہ اس کے مطابق ہونا چاہئے۔ نیکیوں کے معیار اب اس کے مطابق مقرر ہونے چاہئیں جو قرآن کریم میں بیان ہوئے ہیں۔

حضرت خلیفۃُ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے اِس مضمون کو یوں بیان فرمایا ہے۔

"قرآن شریف کو اللہ تعالیٰ نے **مُهَيْمِن** فرمایا۔ یہ جامع کتاب ہے جس میں جیسے ملٹری (فوجی) واعظ کو فتوحات کے طریقوں اور قواعد جنگ کی ہدایت ہے تو ایسے نظامِ مملکت اور سیاست مُدن کے اُصول اعلیٰ درجہ کے بتائے گئے ہیں۔ غرض ہر رنگ اور ہر طرز کی اصلاح اور بہتری کے اُصول یہ بتاتا ہے"

(حقائق الفرقان جلد دوم صفحہ 106)

سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ

"یاد رکھنا چاہئے کہ قرآن شریف نے پہلی کتابوں اور نبیوں پر احسان کیا ہے جو ان کی تعلیموں کو جو قصّے کے رنگ میں تھیں علمی رنگ دے دیا ہے۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ کوئی شخص ان قصّوں اور کہانیوں سے نجات نہیں پا سکتا جب تک وہ قرآن شریف کو نہ پڑھے کیونکہ قرآن شریف ہی کی یہ شان ہے کہ وہ اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ۔ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ (الطارق:15-14) یقیناً وہ ایک فیصلہ کن کلام ہے اور ہرگز کوئی بیہودہ کلام نہیں"۔

فرماتے ہیں کہ

"وہ میزان مُهَيْمِن، نور اور شفا اور رحمت ہے۔ جو لوگ قرآن شریف کو پڑھتے اور اسے قصّہ سمجھتے ہیں انہوں نے قرآن شریف نہیں پڑھا بلکہ اس کی بے حرمتی کی ہے۔ ہمارے مخالف کیوں ہماری مخالفت میں اس قدر تیز ہوئے ہیں؟ صرف اسی لئے کہ ہم قرآن شریف کو جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے وہ سراسر نور، حکمت اور معرفت ہے، دکھانا چاہتے ہیں اور وہ کوشش کرتے ہیں کہ قرآن شریف کو ایک معمولی قصّے سے بڑھ کر وقعت نہ دیں۔ ہم اس کو گوارا نہیں کر سکتے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہم پر کھول دیا ہے کہ قرآن شریف ایک زندہ اور روشن کتاب ہے، اس لئے ہم ان کی مخالفت کی کیوں پروا کریں۔ غرض مَیں بار بار اس امر کی طرف ان لوگوں کو جو

میرے ساتھ تعلق رکھتے ہیں نصیحت کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ کو کشف حقائق کے لئے قائم کیا ہے کیونکہ بدُوں اس کے عملی زندگی میں کوئی روشنی اور نور پیدا نہیں ہو سکتا اور مَیں چاہتا ہوں کہ عملی سچائی کے ذریعہ اسلام کی خوبی دنیا پر ظاہر ہو جیسا کہ خدا نے مجھے اس کام کے لئے مامور کیا ہے۔ اس لئے قرآن شریف کو کثرت سے پڑھو مگر نرا قصّہ سمجھ کر نہیں بلکہ ایک فلسفہ سمجھ کر۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 113۔ جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورۃ الحشر کی آخری آیات کثرت سے پڑھنے کا التزام کرو۔

آپؐ نے فرمایا کہ جس کسی نے بھی سورۃ الحشر کی آخری آیات رات یا دن کو تلاوت کیں اور اسی دن یا رات کو فوت ہو گیا اس کے لئے جنت واجب ہو گی۔

(مجمع البیان فی تفسیر القرآن از علامہ حسن طبرسی تفسیر سورۃ الحشر زیر آیات 21 تا 24)

یہ وہ آیات ہیں۔ جن کی تلاوت تقریر کے آغاز پر مَیں کر آیا ہوں۔ جن کا ترجمہ یہ ہے کہ

اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ غائب اور حاضر کو جانتا ہے، وہی بے انتہا کرم کرنے والا خدا ہے اور وہی بار بار رحم کرنے والا خدا ہے۔ وہی اللہ ہے جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ وہ بادشاہ ہے، پاک ہے، سلام ہے، امن دینے والا ہے، نگہبان ہے، کامل غلبہ والا ہے، ٹوٹے کام بنانے والا ہے اور کبریائی والا ہے، پاک ہے اللہ اس سے جو وہ شرک کرتے ہیں۔

سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام **مُهَيْمِن** کے معنی بطور محافظ اپنے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

"یاد رہے کہ پانچ موقعے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نہایت نازک پیش آئے تھے، جن میں جان کا بچانا محالات سے معلوم ہوتا تھا۔ اگر آنجناب درحقیقت خدا کے سچے رسول نہ ہوتے تو ضرور ہلاک کئے جاتے۔ ایک تو وہ موقعہ تھا جب کفار قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کا محاصرہ کیا اور قسمیں کھالی تھیں کہ آج ہم ضرور قتل کریں گے۔ دوسرا موقع وہ تھا کہ جب کافر لوگ اس غار پر معہ ایک گروہ کثیر کے پہنچ گئے تھے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع حضرت ابو بکرؓ کے چھپے ہوئے تھے۔ تیسرا وہ نازک موقعہ تھا جب کہ اُحد کی لڑائی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے رہ گئے تھے اور کافروں نے آپؐ کے گرد محاصرہ کر لیا تھا اور آپ پر بہت سی تلواریں چلائیں، مگر کوئی کارگر نہ ہوئی۔ یہ ایک معجزہ تھا۔ چوتھا وہ موقعہ تھا جبکہ ایک یہودیہ نے آنجناب کو گوشت میں زہر دے دی تھی اور وہ زہر بہت تیز اور مہلک تھی اور بہت وزن اس کا دیا گیا تھا۔ پانچواں وہ نہایت خطرناک موقعہ تھا جب کہ خسرو پرویز شاہ فارس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے لئے مصمم ارادہ کیا تھا اور گرفتار کرنے کے لئے اپنے سپاہی روانہ کئے تھے۔ پس صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ان تمام پُر خطر موقعوں سے نجات پانا اور اُن تمام دشمنوں پر آخر کار غالب ہو جانا ایک بڑی زبردست دلیل اس بات پر ہے کہ درحقیقت آپؐ صادق تھے اور خدا آپؐ کے ساتھ تھا۔"

(چشمۂ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 حاشیہ صفحہ 263۔264)

پھر آپؑ اپنے متعلق اپنے خدا کو بطور محافظ کا ثبوت دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"یہ عجیب بات ہے کہ میرے لئے بھی پانچ موقعے ایسے پیش آئے تھے جن میں عزت اور جان نہایت خطرے میں پڑ گئی تھی۔ اوّل وہ موقع جبکہ میرے پر ڈاکٹر مارٹن کلارک نے خون کا مقدمہ کیا تھا۔ دوسرے وہ موقع جبکہ پولیس نے ایک فوجداری مقدمہ مسٹر ڈوئی صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور کی کچہری میں میرے پر چلایا تھا۔ تیسرے وہ فوجداری مقدمہ جو ایک شخص کرم الدین نام نے بمقام جہلم میرے پر کیا تھا۔ چوتھے وہ فوجداری مقدمہ جو اسی کرم دین نے گورداسپور میں میرے پر کیا تھا۔ پانچویں جب لیکھرام کے مارے جانے کے وقت میرے گھر کی تلاشی کی گئی اور دشمنوں نے ناخنوں تک زور لگایا تھا تا مَیں قاتل قرار دیا جاؤں مگر وہ تمام مقدمات میں نامراد رہے۔"

(چشمۂ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 حاشیہ صفحہ 263)

پھر آپ علیہ السلام اپنے صداقت کے نشانات کا ذکر کرتے ہوئے اپنی حفاظت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

"(25) پچیسواں نشان کرم دین جہلمی کے اس مقدمہ فوجداری کی نسبت پیشگوئی ہے جو اس نے جہلم میں مجھ پر دائر کیا تھا۔ جس پیشگوئی کے یہ الفاظ خدا تعالیٰ کی طرف سے تھے رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ۔ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ۔ اور دوسرے الہامات بھی تھے جن میں بریت کا وعدہ تھا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے اس مقدمہ سے مجھ کو بری کر دیا۔"

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 224)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آپ کو تسلّی دلانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے کئی اور الہامات اور رؤیا بھی دکھائے اور بتائے جن کا مختلف جگہوں پر ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو فرمایا کہ مَیں ہر میدان میں تیرے ساتھ ہوں گا اور ہر ایک مقابلے میں روح القدس سے مَیں تیری مدد کروں گا۔

پھر ایک الہام ہے

اَلَا اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ

کہ خبردار رہو کہ بہ تحقیق (یقیناً) جو لوگ مقربانِ الٰہی ہوتے ہیں ان پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم کرتے ہیں۔

(تذکرہ صفحہ 75۔ایڈیشن چہارم 2004ء)

سامعین! ایک اور الہام ہے، عربی کی لمبی عبارت ہے ترجمہ یہ ہے کہ مخالف لوگ ارادہ کریں گے کہ تا خدا کے نور کو بجھادیں۔ کہہ خدا اس نور کا آپ حافظ ہے۔ عنایت الٰہیہ تیری نگہبان ہے۔ ہم نے اتارا ہے اور ہم ہی محافظ ہیں۔ خدا خَیْرُ الْحَافِظِیْنَ ہے اور وہ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ ہے اور تجھ کو اَور اَور چیزوں سے ڈرائیں گے۔ یہی پیشوایان کفر ہیں۔ مت خوف کر تجھی کو غلبہ ہے۔ یعنی حجت اور برہان اور قبولیت اور برکت کے رو سے تُو ہی غالب ہے۔ خدا کئی میدانوں میں تیری مدد کرے گا یعنی مناظرات و مجادلات بحث میں تجھ کو غلبہ رہے گا۔ دوسری پھر فرمایا میرا دن حق اور باطل میں فرق بیّن کرے گا۔ خدا لکھ چکا ہے کہ غلبہ مجھ کو اور میرے رسولوں کو ہے۔ کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال دے۔ یہ خدا کے کام ہیں، دین کی سچائی کے لئے حجت ہیں۔ مَیں اپنی طرف سے تجھے مدد دوں گا۔ مَیں خود تیرا غم دُور کروں گا اور تیرا خدا قادر ہے۔

(تذکرہ صفحہ 84۔ایڈیشن چہارم 2004ء)

پھر آپ علیہ السلام کے والد صاحب مرزا غلام مرتضیٰ مرحوم کی وفات پر الہام اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ پورا ہوا۔ اور والد مرحوم و مغفور کی وفات سے آپ کو کچھ دنیوی صدمہ نہیں پہنچا جس کا اندیشہ تھا۔ بلکہ خدائے قدیر نے آپ کو اپنے سایۂ عاطفت میں لے لیا اور وہ آپ کا متولّی اور متکفّل ہو گیا

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حفاظت کے واقعات بیان کرتے ہیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ بچپن سے ہی حفاظت فرماتا تھا۔ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تیرنا اور سواری (تو) خوب جانتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ بچپن میں تیرتے ہوئے مَیں ڈوبنے بھی لگا تھا تو ایک بڈھے شخص نے مجھے نکالا تھا اور اس شخص کو نہ مَیں نے وہاں اس سے پہلے کبھی دیکھا نہ اس کے بعد کبھی دیکھا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے حفاظت کے لئے ایک فرشتہ کی صورت میں اس شخص کو بھیجا تھا۔ نیز فرماتے تھے کہ مَیں ایک دفعہ ایک گھوڑے پر سوار ہوا اس نے شوخی کی اور بے قابو ہو گیا۔ تیز گھوڑا تھا مَیں نے بہت روکنا چاہا مگر وہ شرارت پر آمادہ تھا، نہ رکا۔ چنانچہ وہ اپنے پورے زور سے ایک درخت یا ایک دیوار کی طرف بھاگا اور پھر اس زور کے ساتھ اس سے ٹکرایا کہ اس کا سر پھٹ گیا اور وہ وہیں مر گیا۔ مگر مجھے اللہ تعالیٰ نے بچالیا۔

(ماخوذ از سیرت المہدی۔ حصہ اوّل روایت نمبر 188 صفحہ 198-199)

سامعین! اللہ تعالیٰ نے جماعتِ احمدیہ میں اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ کے الفاظ میں بھی **مُھَیْمِن** کا کردار ادا کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"اس امر کے دلائل بیان کرنے کی کوئی ضرورت نہیں کہ انسان اپنی مختصر زندگی میں بلاؤں سے محفوظ رہنے کا کس قدر محتاج ہے اور چاہتا ہے کہ ان بلاؤں اور وباؤں سے محفوظ رہے جو شامت اعمال کی وجہ سے آتی ہیں اور یہ ساری باتیں سچی توبہ سے حاصل ہوتی ہیں۔ پس توبہ کے فوائد میں سے ایک یہ بھی فائدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا حافظ اور نگران ہو جاتا ہے اور ساری بلاؤں کو خدا دور کر دیتا ہے اور ان منصوبوں سے جو دشمن اس کے لئے تیار کرتے ہیں ان سے محفوظ رکھتا ہے اور اس کا یہ فضل اور برکت کسی سے خاص نہیں بلکہ جس قدر بندے ہیں خدا تعالیٰ کے ہی ہیں۔ اس لئے ہر ایک شخص جو اس کی طرف آتا ہے اور اس کے احکام اور اوامر کی پیروی کرتا ہے وہ بھی ویسا ہی ہو گا جیسے پہلا شخص جو توبہ کر چکا۔ وہ ہر ایک سچے توبہ کرنے والے کو بلاؤں سے محفوظ رکھتا ہے اور اس سے محبت کرتا ہے۔"

اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو ایمان میں کامل کرے اور اسے بڑھاتا رہے اور ہم اللہ تعالیٰ کی صفات کا صحیح ادراک رکھتے ہوئے ہمیشہ نیکیوں میں آگے بڑھنے والے ہوں اور اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہتے ہوئے اس کی تائید و نصرت کے نظارے دیکھتے چلے جائیں۔

(یہ تقریر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دو خطبات بابت صفت **مُھَیْمِن** سے تیار کی ہے)